یکم محرم الحرام ۱۴۴۷ھ / 27 جون 2025ء

عمرِ ساحق پسند آئے تو حق کا بول بالا ہو

(یومِ شہادتِ فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ کی مناسبت سے... ایران اسرائیل جنگ بندی اور غزّہ میں جاری درندگی کے تناظر میں)

مجلسِ علماءِ نظامیہ پاکستان مرکزی دفتر جامعہ نظامیہ رضویہ
اندرون لوہاری دروازہ لاہور

042-37374429 0315-7374429 munpk7374429@gmail.com

مجلس علماء نظامیہ پاکستان Join our channel
مجلس علماء نظامیہ پاکستان Follow our Account
Jamia Nizamia Rizvia Like our Page
Jamia Nizamia Rizvia Like our Page
You Tube Jamia Nizamia Rizvia Subscribe our channel

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

نَحۡمَدُہٗ وَنُصَلِّیۡ وَنُسَلِّمُ عَلٰی رَسُوۡلِہِ الۡکَرِیۡمِ، أَمَّا بَعۡدُ فَاَعُوۡذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیۡطٰنِ الرَّجِیۡمِ

یٰۤاَیُّہَا النَّبِیُّ حَسۡبُکَ اللّٰہُ وَمَنِ اتَّبَعَکَ مِنَ الۡمُؤۡمِنِیۡنَ۔ [الانفال8:64]

اللہ تعالیٰ کا دُستور ہے کہ مخلوق کے حالات بدلتے رہتے ہیں... فتح وشکست، عُروج وزوال، آسانی ومشکلات اور وُسعت و تنگی نظامِ دُنیا کا حصہ ہیں... تاہم یہ ربِّ کریم کا ازلی فیصلہ ہے کہ بالآخر اسلام ہی سربلند ہو گا اور حق کا ہی بول بالا ہو گا۔

خالقِ کائنات جلّ مجدہٗ اپنے دین کو سربلند فرمانے کے لیے کسی کا بھی محتاج نہیں۔ وہ اپنی شانِ کُن کے ذریعے جو چاہے کر سکتا ہے، مگر اُس کا کرم ہے کہ وہ اپنے بعض بندوں کو نوازنے کے لیے اُنھیں دین کی سرفرازی کا ذریعہ بنا دیتا ہے۔

جن شخصیات کو باری تعالیٰ نے اپنے دین کے عُروج کا ذریعہ بنایا اُن میں ایک نمایاں نام امیر المؤمنین، مُرید و مُرادِ رسول ﷺ، سیدنا عمر فاروقِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ہے۔ مسلمانوں کے موجودہ حالات کے پیشِ نظر شاعر نے تمنّا کا اظہار کرتے ہوئے خوب کہا:

چھٹے پھر ظلمتِ باطل ہدایت کا اُجالا ہو　　عمر سا حق پسند آئے تو حق کا بول بالا ہو

اِس وقت عالَمی صورتِ حال یہ ہے کہ 13 جون (2025ء) کو اسرائیل کی طرف سے ایران پر مسلّط کی گئی جنگ بارہ روز جاری رہنے کے بعد موقوف ہو چکی ہے۔ ہمیں اِس بات پر خوشی ہے کہ اِس جنگ میں امریکہ کی طرف سے جلتی پر تیل ڈالنے کے باوجود ایران نے دو عالَمی بدمعاشوں کے سامنے سرنڈر کرنے یا صلح میں پہل کرنے کے بجائے جنگ بندی شروع ہونے تک اسرائیل پر میزائل حملے جاری رکھے، حتّٰی کہ صہیونی دہشت گردوں کے سرپرستِ اعلیٰ اور عالَمِ اسلام میں امن کے دُشمن امریکی صدر ٹرمپ نے محسوس کیا کہ اسرائیل میں توقّع سے کہیں زیادہ تباہی ہو رہی ہے تو جنگ بندی کے لیے ایران کو قائل کرنے کی کوشش کی... یہ بات بھی باعثِ مَسرّت ہے کہ ایران نے حکمتِ عملی کا مظاہرہ کرتے ہوئے امریکی لجاجت کو قبول کیا اور دونوں ممالک میں جنگ بندی ہو گئی۔

دوسری جانب یہ امر نہایت تشویش ناک ہے کہ مسلم حکمرانوں کو اسلام کی سربلندی کی کوئی فکر نہیں، ہر ایک کو اپنی اپنی پڑی ہوئی ہے اور سب اپنے مفادات کا تحفّظ کر رہے ہیں۔ اِس کی واضح دلیل یہ ہے کہ غزّہ میں صورتِ حال جوں کی توں ہے، اسرائیلی درندے اپنی وحشیانہ کارروائیاں جاری رکھے ہوئے ہیں... بلکہ سوچنے کی بات ہے کہ اگر مسلم حکمران دینی تقاضوں کو پورا کرتے، حق کے بول بالا کے لیے مخلص ہوتے اور امریکہ کی طرف سے افغانستان اور عراق وغیرہ پر حملے کے وقت باہمی اتّحاد کا مظاہرہ کرتے تو غزّہ میں ہونے والے ظلم اور ایران پر ہونے والی درندگی کی نَوبت ہی نہ آتی۔

اِس وقت دُنیا کو فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ کے نقشِ قدم پر چلنے والے "حق پسندوں" کی اشد ضرورت ہے۔ چنانچہ آپ کے یومِ شہادت اور عالَمی حالات کی مناسبت سے آج کے خطبہ میں آپ رضی اللہ عنہ کی حق پسندی اور حق کے بول بالا کے لیے خدمات کا تذکرہ ہو گا۔

سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کا سوانحی خاکہ

مُرادِ رسول، امیرِ المؤمنین، امام العادلین، فاروقِ اعظم، خُسرِ مصطفیٰ، دامادِ علیِ مرتضیٰ، ابو حفص عمر بن خطّاب قریشی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہجرتِ نبویہ سے تقریباً اکتالیس سال پہلے مکہ مکرّمہ میں پیدا ہوئے۔

دورِ جاہلیت میں بھی لکھنا پڑھنا جانتے تھے۔ اعلیٰ درجہ کے گُھڑسوار، طاقت وَر پہلوان، عمدہ خطیب و مال دار تاجر تھے اور قریشِ مکہ کی جانب سے شاہی درباروں میں بطورِ سفیر جایا کرتے تھے۔

اُن کی خوش نصیبی کہ رسول اللہ ﷺ نے دُعا کر کے ربّ تعالیٰ سے اُنھیں مانگا تو اِعلانِ نبوت کے چھٹے سال اپنی زندگی کے 33ویں برس، ماہِ ذوالحجہ میں اسلام قبول کر لیا۔ پھر تقریباً سات سال مکہ مکرّمہ اور دس سال مدینہ منوّرہ میں رسول اللہ ﷺ کی ظاہری حیاتِ مبارکہ میں انتہائی قریبی جاں نثار ہونے کا شرف پایا۔ اِس دوران تمام غزوات میں نمایاں خدمات انجام دیں اور کئی مرتبہ ایسا ہوا کہ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جیسے عرض کی اللہ تعالیٰ اور اُس کے محبوب ﷺ نے اُسے پسند کرتے ہوئے ویسا ہی حکم فرما دیا۔

وصالِ نبوی کے بعد آپ نے اُمّت پر احسان کرتے ہوئے سیدنا صدیقِ اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو خلیفہ منتخب کروانے میں مرکزی کردار ادا کیا اور تقریباً اڑھائی سال تک اُن کے مشیرِ خاص رہے۔

خلیفۂ اوّل بلا فصل کے وصالِ مبارک کے بعد امیر المؤمنین قرار پائے اور ساڑھے دس سال تک اِس منصبِ جلیل پر فائز رہتے ہوئے پوری دُنیا میں حق کا بول بالا کیا۔ اپنی خداداد فِراست سے شعارِ حکمرانی کو نئی جہتیں عطا کیں اور قرآن و سنت کے مطابق عدل و انصاف کا ایسا شفّاف نظام قائم کیا، جس کی مثال قیامت تک پیش کی جاتی رہے گی۔

مسجدِ نبوی میں مصلّائے رسول عَلٰی صَاحِبِہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام پر کھڑے ہو کر نمازِ فجر کی امامت کروا رہے تھے کہ ایک بدبخت نے آپ پر قاتلانہ حملہ کر دیا، جس کے بعد یکم محرم الحرام، 24ھ [1] کو شہیدِ مدینہ کے درجہ پر فائز ہوئے۔

قیامت تک کے لیے رسول اللہ ﷺ کے پہلو میں حاضر ہیں، حشر کے دن رسول اللہ ﷺ کا دستِ مبارک تھام کر گنبدِ خضرا سے باہَر آئیں گے اور میدانِ حشر میں اِعزاز پانے کے بعد جنت کے بلند درجہ پر فائز ہوں گے۔

اُنھیں عطائے الٰہی سے بے شمار ایسے اعزازات نصیب ہوئے جنھیں کوشش کر کے حاصل کرنا ممکن نہیں۔

---

[1] زبان زدِ عام یہی تاریخ ہے، تاہم دیگر روایات بھی موجود ہیں... ویسے بھی تاریخ کی تعیین مقصود نہیں، بلکہ صاحبِ شہادت کا تذکرہ اور اُنھیں خراجِ تحسین پیش کرنا مقصود ہے۔ مزید معلومات کے لیے کلک کریں: https://dunya.com.pk/index.php/author/mufti-muneeb-ul-rehman/2020-08-24/32144/31505093

اسلامِ سیدنا عمر رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ کے ذریعے حق کا بول بالا

امیر المؤمنین سیدنا عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بے شمار اعزازات میں سے یہ بھی ہے کہ سرکارِ دو عالَم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے مبارک قدم تھامنے سے ایران میں اسلام کا جھنڈا لہرانے تک اور فتحِ ایران سے مسجدِ نبوی میں سعادتِ شہادت تک... مکہ مکرّمہ ہو، مدینہ منوّرہ یا کوئی اور علاقہ... جنگ ہو یا امن... حالات ساز گار ہوں یا مشکل... سیدنا عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی زندگی کا ایک ایک لمحہ حق کے بول بالا، دینِ اسلام کی سربلندی اور مسلمانوں کی فلاح وترقّی کے لیے صَرف ہوا۔

قبولِ اسلام کے مرحلے کو لیجیے! رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے اعلانِ نبوّت فرمایا تو ابتدائی دَور میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے کفار کے خلاف جہاد کرنے اور اُنھیں تُرکی بہ تُرکی جواب دینے کا حکم نہیں تھا؛ اِس لیے سرکارِ دو عالَم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم اور پہلے پہل اسلام قبول کرنے کا شرف پانے والے صحابۂ کرام علیہم الرضوان سرِعام اللہ تعالیٰ کی عبادت کرنے کے بجائے غاروں اور گھروں میں ہی پرستش کرتے تھے۔

اعلانِ نبوّت کے چھٹے سال ذوالحجہ میں سرورِ عالَم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے ربِّ کریم کے حضور دُعا کی: اَللّٰهُمَّ أَعِزَّ[1] الْإِسْلَامَ بِعُمَرَ۔

"اے اللہ! عمر (کو اسلام کی توفیق سے نواز دے اور اُس) کے ذریعے اسلام کو قوّت ونُصرت اور غلبہ عطا فرما!"

(المستدرک علی الصحیحین، حدیث:4484، صحیح علی شرط الشیخین۔ سننِ ابنِ ماجہ، حدیث:105)

اِس مقبول دُعا کا یہ اثر ہوا کہ جناب عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے سیدِ عالَم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے قدموں میں حاضر ہو کر غلامی کا شرف حاصل کر لیا۔ اسلام قبول کرتے ہی آپ نے بارگاہِ رسالت مآب صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم میں عرض کی: أَلَسْنَا عَلَى الْحَقِّ إِنْ مُتْنَا وَإِنْ حَيِينَا؟ یعنی یارسول اللہ! جب ہم سچے ہیں اور ہم حق پر ہیں خواہ ہم مریں یا جئیں تو ہم سچے رب کی عبادت چھپ کر کیوں کریں؟ آپ حرمِ اقدس میں تشریف لائیں اور سب کے سامنے اللہ تعالیٰ کی عبادت کریں!

سرکارِ دو جہاں صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے فرمایا: بَلَى إِنَّكُمْ عَلَى الْحَقِّ إِنْ مُتُّمْ وَإِنْ حَيِيتُمْ۔ یعنی "(ابھی ربِّ کریم کی طرف سے اِس کا حکم نہیں) جب مسلمانوں کی خاطر خواہ تعداد ہو جائے گی تو اللہ تعالیٰ کے حکم سے ایسا ہی ہو گا۔" سیدنا عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ عرض کرنے لگے: حَسْبُكَ اللهُ وَأَنَا۔ یعنی حضور! آپ حرم میں تشریف لائیے! اللہ تعالیٰ اور مَیں آپ کے لیے کافی ہیں۔

ویسے تو اللہ تعالیٰ "مَیں" (انانیّت / خودستائی) کو سخت ناپسند فرماتا ہے، مگر سیدنا عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی یہ "مَیں" اللہ کریم کے دین کے لیے تھی۔ چنانچہ باری تعالیٰ نے اِسے اتنا پسند فرمایا کہ تائید میں آیتِ مبارکہ نازل کی اور حرم میں نماز کی اِجازت عطا فرمائی۔ فرمایا:

---

[1] أَيْ: قَوِّهِ وَانْصُرْهُ وَاجْعَلْهُ غَالِبًا عَلَى الْكُفْرِ۔ (لمعات التنقیح، تحت الحدیث:6045)

يَاأَيُّهَا النَّبِيُّ حَسْبُكَ اللهُ وَمَنِ اتَّبَعَكَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ۔ [الانفال8:64] "اے غیب کی خبریں دینے والے! اللہ آپ کو کافی ہے اور آپ کی پیروی کرنے والے مسلمان (اللہ کی توفیق سے آپ کو) کافی ہیں۔" (مفاتیح الغیب [تفسیرِ کبیر]، زیرِ آیتِ الضحیٰ 08:93[1])

سیدنا عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے: ہم دو صفوں کی صورت میں بیت اللہ شریف کی طرف روانہ ہوئے، ایک صف میں سید الشہدا جناب امیر حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ تھے، دوسری صف میں مَیں تھا۔ فرمایا:

❖ حَتّٰى دَخَلْنَا الْمَسْجِدَ، قَالَ: فَنَظَرَتْ إِلَيَّ قُرَيْشٌ وَإِلٰى حَمْزَةَ، فَأَصَابَتْهُمْ كَآبَةٌ لَمْ يُصِبْهُمْ مِثْلُهَا۔ جب ہم مسجدِ حرام میں داخل ہوئے تو مجھے اور جناب امیر حمزہ کو دیکھ کر قریش کی پریشانی کی حد نہ رہی۔

❖ فَسَمَّانِيَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ يَوْمَئِذٍ الْفَارُوْقَ، وَفَرَّقَ اللهُ بَيْنَ الْحَقِّ وَالْبَاطِلِ۔ رسول اللہ ﷺ نے اُسی دن مجھے "فاروق" کے لقب سے نوازا اور اللہ تعالیٰ نے حق و باطل کے درمیان فرق فرما دیا۔[2]

(حلیۃ الاولیاء وطبقات الاصفیاء، ترجمۃ عمر بن الخطاب، ج:1، ص:40، رقم:93۔ تاریخ مدینۃ دمشق، ج:44، ص:31)

جس وقت سیدنا عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اسلام قبول کیا تب مکہ مکرّمہ کے تمام طاقت وَروں نے ظلم و تشدد پر باہمی اتّحاد کر رکھا تھا اور اُن بد معاشوں کو اُن کی ظالمانہ کارروائیوں سے روکنے والا بھی کوئی نہیں تھا... جیسے آج امن کے دُشمن ڈونلڈ ٹرمپ کی سرپرستی میں صہیونی درندے جَور و جَفا پر متّحد ہیں، مگر اُن کمینوں کے ظالم ہاتھوں کو روکنے والا کوئی نہیں ہے... ایسے حالات میں سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے طاقت وَر بد معاشوں سے لڑائی مُول لی اور اپنے مال و جان کو داؤ پر لگا کر حق کا بول بالا کیا۔ افسوس کہ آج دو اَرب سے زیادہ مسلمان دُنیا پر موجود ہیں، مگر غزّہ میں ظلم جاری ہے اور صہیونی دہشت گرد بے لگام ہیں... شاید، بلکہ یقیناً وجہ یہی ہے کہ آج مسلم حکمرانوں میں سیدنا عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ جیسا "حق پسند" کوئی نہیں ہے، سب اپنے اپنے مفادات کا تحفّظ کرنے والے ہیں۔

اللہ کرے کہ اُمّت کو سیدنا عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی دینی غیرت اور حق پسندی کا ایک ذرّہ نصیب ہو جائے!

---

[1] اِس روایت کی تائید سیدنا عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ارشاد سے بھی ہوتی ہے، جسے سندِ صحیح کے ساتھ امام ابن سعد اور دیگر اکابر علیہم الرحمہ نے نقل کیا ہے: لَقَدْ رَأَيْتُنَا وَمَا نَسْتَطِيْعُ أَنْ نُصَلِّيَ بِالْبَيْتِ حَتّٰى أَسْلَمَ عُمَرُ، فَلَمَّا أَسْلَمَ عُمَرُ قَاتَلَهُمْ حَتّٰى تَرَكُوْنَا فَصَلَّيْنَا۔ یعنی ہماری حالت یہ تھی کہ ہم سیدنا عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اسلام قبول کرنے سے پہلے حرمِ اقدس میں جا کر نماز نہیں پڑھ سکتے تھے، جب حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اسلام کی توفیق عطا ہوئی تو اُنھوں نے کفار کا مقابلہ کیا، تب کافروں نے ہمارا راستہ چھوڑ دیا اور ہم بیت اللہ شریف میں نماز ادا کرنے لگے۔

(طبقاتِ کبریٰ لابن سعد، ج:3، ص:204، دار الکتب العلمیۃ)

امام بخاری علیہ الرحمہ نے سیدنا عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا: مَا زِلْنَا أَعِزَّةً مُنْذُ أَسْلَمَ عُمَرُ۔ یعنی جب سے سیدنا عمر فاروقِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اسلام قبول کیا تب سے ہم مسلمانوں کو عزت و قوت نصیب ہوئی۔ (صحیح بخاری، رقم:3863)

[2] إسنادہٗ ضعیف، لکنہ مقبول فی الفضائل، لا سیّما إذا تلقّتہ العلماء بالقبول۔

خلافتِ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کے ذریعے حق کا بول بالا

ویسے تو سیدنا فاروقِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی پوری زندگی اسلام کی سربلندی کے لیے وقف رہی، مگر آپ کے دورِ خلافت میں اسلام کو جو عُروج ملا وہ تاریخ میں ہمیشہ سنہری حروف سے لکھا جائے گا۔

آپ وصالِ سیدنا صدیقِ اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بعد 22 جمادی الاُخریٰ 13ھ سے یکم محرّم الحرام 24ھ تک منصبِ خلافت کی زینت رہے۔ یہ عرصہ دس سال، چھ ماہ اور آٹھ دن ہے... مجموعی طور پر مدّتِ خلافت تقریباً 3,750 دن بنتی ہے۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خلافت کے دوران ریاستِ مدینہ میں تیرہ لاکھ مربّع میل سے زیادہ اضافہ ہوا، کم و بیش ایک ہزار چھتیس بڑے شہر فتح ہوئے اور مجموعی طور پر 22 لاکھ مربّع میل سے زیادہ علاقہ اسلامی سلطنت کا حصہ تھا۔[1]

اتنے مختصر عرصے میں اِس قدر وسیع فتوحات کی اصل وجہ تو اللہ تعالیٰ کی نُصرت و توفیق ہی ہے، جب کہ ظاہری اسباب میں سب سے بڑا سبب سیدنا عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ذاتِ کریمہ ہے۔ آپ کی فِراست، حکمتِ عملی، نظام پر مضبوط گرفت، مجاہدین کی بہترین تربیت، اُمّت کے تمام معاملات میں گہری ذاتی دل چسپی و فکر مندی اور رُوحانی قوّت.... یہ ایسے اُمور تھے جن کے سبب پوری دُنیا پر اسلام کا بول بالا ہوا اور اُس وقت کی بڑی طاقتیں مسلمانوں کے سامنے ڈھیر ہوئیں۔

سیدنا فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ کی روحانی طاقت کا تذکرہ فقط حُسنِ عقیدت کی وجہ سے نہیں، بلکہ اِس پر ٹھوس دلائل بھی موجود ہیں۔

موجودہ حالات کی مناسبت سے فقط ایران (جس کا پرانا نام فارِس تھا) کے دو واقعات سے ایمان تازہ کیجیے!

مَدائن کی فتح: مدائن شہر دریائے دِجلہ کے کنارے واقع ہے، اِس وقت یہ عراق کی حدود میں ہے، جب کہ دورِ فاروقی میں یہ ساسانی سلطنت کا دارالحکومت تھا، یعنی فارس / ایران کا سب سے اہم شہر تھا۔

سیدنا عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مدائن کو فتح کرنے کے لیے سیدنا سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی قیادت میں لشکر روانہ کیا۔ مجاہدین کو شہر میں داخل ہونے کے لیے دریائے دِجلہ کو عبور کرنا تھا، جب کہ شہر والوں نے دفاعی حکمتِ عملی کے تحت تمام کشتیوں کو ساحل سے غائب کر دیا اور وہاں کوئی پُل (Bridge) بھی موجود نہیں تھا۔ لشکرِ اسلام نے چند دنوں تک انتظار کیا، مگر دریا کو عبور کرنے کی کوئی صورت نہیں بنی۔ بالآخر سیدنا سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی رائے ٹھہری کہ بغیر کشتی کے ہی دریا کو عبور کر لیا جائے، آپ نے دیگر مجاہدین سے مشورہ مانگا تو سب نے آپ کی رائے کی تائید کی۔

سیدنا سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مجاہدین سے فرمایا کہ تم کہو: نَسْتَعِیْنُ بِاللّٰہِ وَنَتَوَکَّلُ عَلَیْہِ وَحَسْبُنَا اللّٰہُ وَنِعْمَ الْوَکِیْلُ،

---

[1] دیکھیے فتاوٰی رضویہ، ج:5، ص:560، رضا فاؤنڈیشن جامعہ نظامیہ رضویہ۔ فیضانِ فاروقِ اعظم، ج:2، ص:686، 687، مکتبۃ المدینہ

لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيمِ ۔ ہم اللہ تعالیٰ سے مدد مانگتے ہیں اور اُسی پر بھروسا کرتے ہیں، ہمیں اللہ کافی ہے اور وہ بہترین کارساز ہے، نیکی کرنے کی قوّت اور برائی سے بچنے کی طاقت بلند وبالا ربِّ کریم کی مدد سے ہی ہے۔

(دلائل النبوّۃ لأبی نعیم، فصل:29، عبور سعد بن أبی وقاص، ص:574، رقم:522، دار النفائس۔ تاریخ الطبری، ج:4، ص:10)

ایک روایت کے مطابق امیر لشکر نے یہ جملہ بھی کہا: يَا بَحْرُ! إِنَّكَ تَجْرِيْ بِأَمْرِ اللهِ، فَبِحُرْمَةِ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَبِعَدْلِ عُمَرَ خَلِيْفَةِ رَسُوْلِ اللهِ إِلَّا خَلَّيْتَنَا وَالْعُبُوْرَ ۔ یعنی اے دِجلہ! تو یقیناً اللہ تعالیٰ کے حکم پر چلتا ہے۔ تجھے رسول اللہ ﷺ کی عزت وحُرمت اور امیر المؤمنین فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ کے عدل کا واسطہ! ہمیں گزرنے دے!

(اَلرِّيَاضُ النَّضْرَةُ فِيْ مَنَاقِبِ الْعَشَرَةِ للطبری، الباب الثانی، الفصل التاسع، ج:2، ص:331، دار الکتب العلمیة)

چنانچہ مجاہدین اپنی سواریوں اور دیگر ساز وسامان سمیت دریا میں داخل ہوئے اور بالکل بے خوف ہو کر باہم یوں گفتگو کر رہے تھے جیسے خشکی کے راستے پر چل رہے ہوں۔ بخیر وعافیت دریا کو عبور کر کے مدائن میں پہنچے تو وہاں کے لوگ اتنے بڑے لشکر کو بغیر کشتیوں کے آتا ہوا دیکھ کر ہکّے بکّے رہ گئے۔ پھر ربِّ کریم نے فتح بھی عطا فرمائی اور بے پناہ مالِ غنیمت سے بھی نوازا۔

نہاوند کی فتح: ”نِہاوند“ ایران کے صوبہ ہَمدان کا معروف شہر ہے، اِس شہر کی فتح سے ایران پر اسلام کا جھنڈا لہرانے کی راہ ہموار ہوئی تھی اور ساسانی سلطنت کا خاتمہ ہوا۔ فتحِ نہاوند کا واقعہ بھی نہایت ایمان افروز ہے۔ سیدنا عمر نے سیدنا ساریہ بن زُنَیم رضی اللہ عنہما کو لشکر کا امیر بنا کر نہاوند کی طرف روانہ کیا۔ جنگ کے دوران ایک موقع پر مجاہدین کو سخت مشکل کا سامنا کرنا پڑا؛ کیونکہ کفار کے کچھ دستے ایک پہاڑ کی اوٹ میں جمع ہوئے؛ تاکہ پہاڑ کے پیچھے سے مسلمانوں پر حملہ کر دیں، اگر یہ سازش کامیاب ہو جاتی ہے تو بڑے جانی وجنگی نقصان کا خطرہ تھا۔

عین اِس وقت امیر المؤمنین فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ مسجدِ نبوی میں منبر رسول پر جلوہ افروز ہو کر خطبۂ جمعہ ارشاد فرما رہے تھے۔ دورانِ خطبہ آپ نے تین مرتبہ فرمایا: يَاسَارِيَةُ الْجَبَلَ! یعنی ساریہ! پہاڑ کی طرف توجّہ کرو؛ تاکہ دشمن پیچھے سے حملہ نہ کرے! سینکڑوں میل دُور جہاد کرتے ہوئے سیدنا ساریہ رضی اللہ عنہ نے یہ آواز سنی اور فوراً اُس پر عمل کیا، چنانچہ اللہ تعالیٰ نے فتح عطا فرما دی۔

(دلائل النبوّۃ لأبی نعیم، فصل:29، ماظهر علی ید عمر، ص:579، 580، رقم: 525تا 528، دار النفائس۔ البدایة والنهایة، ج:7، ص:147، 148، دار إحیاء التراث العربی، قال ابن کثیر: وهذا إسناد جیّد حسن)

نہاوند کی فتح کے بعد جب مجاہدین واپس مدینہ منوّرہ پہنچے تو امیر لشکر سیدنا ساریہ اور دیگر مجاہدین رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے خود بتایا کہ ہم شکست کے قریب پہنچ چکے تھے، ایسے میں جمعہ شریف کے دن دوپہر کے وقت ہمیں ایک آواز سنائی دی، ہم نے اُس پر عمل کیا تو خالقِ کائنات جلّ مجدہٗ نے فتح سے نواز دیا۔ (دلائل النبوّۃ، ص:579)

ایسے واقعات دیگر خطوں کی فتوحات میں بھی رونما ہوئے جن سے اندازہ ہوتا ہے کہ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے کیسے حق کا بول بالا کیا۔

حق کے بول بالا کے لیے سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کی پختگی

سیدنا فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ کے اِعزازات میں ایک یہ بھی ہے کہ دین کے حوالے سے آپ کی رائے میں کوئی لچک نہیں ہوتی تھی اور آپ اللہ تعالیٰ کے معاملے میں کسی کی پرواہ نہیں کرتے تھے۔ اِس خوبی میں پوری اُمّت کے اندر آپ رضی اللہ عنہ کی شان سب سے بلند ہے۔

پروَردۂ آغوشِ نبوت سیدنا انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ مصطفیٰ جانِ رحمت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

⇐ أَرْحَمُ أُمَّتِي بِأُمَّتِي أَبُوْ بَكْرٍ۔ ”ابو بکر (صدیق) میری پوری اُمّت میں اُمّت کے لیے سب سے زیادہ رحمت (وشفقت) والا ہے۔“

⇐ وَأَشَدُّهُمْ فِي دِيْنِ اللهِ عُمَرُ۔ ”عمر (فاروق) میری اُمت میں اللہ تعالیٰ کے دین کی خاطر سب سے زیادہ قوّت (وجرأت) والا ہے۔“

⇐ وَأَصْدَقُهُمْ حَيَاءً عُثْمَانُ۔ ”عثمان (غنی) کی شانِ حیا سب سے بے مثال ہے۔“

⇐ وَأَقْضَاهُمْ عَلِيُّ بْنُ أَبِي طَالِبٍ۔ ”علی (مرتضیٰ) میری اُمّت کا سب سے بڑا قاضی ہے۔“

⇐ وَأَقْرَؤُهُمْ لِكِتَابِ اللهِ أُبَيُّ بْنُ كَعْبٍ۔ ”اُمّتِ مسلمہ میں قرآنِ مجید کا سب سے بڑا قاری اُبَی بن کعب ہے۔“

⇐ وَأَعْلَمُهُمْ بِالْحَلَالِ وَالْحَرَامِ مُعَاذُ بْنُ جَبَلٍ۔ ”معاذ بن جبل مسلمانوں میں حلال وحرام کا سب سے بڑا عالم ہے۔“

⇐ وَأَفْرَضُهُمْ زَيْدُ بْنُ ثَابِتٍ۔ ”زید بن ثابت کو وراثت کے علم میں سب سے نرالی شان حاصل ہے۔“

⇐ أَلَا وَإِنَّ لِكُلِّ أُمَّةٍ أَمِيْنًا وَّأَمِيْنُ هٰذِهِ الْأُمَّةِ أَبُوْ عُبَيْدَةَ بْنُ الْجَرَّاحِ۔ ”سنو! ہر اُمّت میں ایک امین (امانت میں اعلیٰ شان والا) ہوتا ہے اور اِس اُمّت کا امین ابو عُبَیدہ بن جرّاح ہے“ رضی اللہ عنہم۔ (سننِ ابن ماجہ، حدیث: 154۔ جامع ترمذی، حدیث: 3791)

دُنیاوی مفادات کی خاطر دینی تقاضوں کو چھوڑ دینا، اسلامی احکام کی خلاف ورزی اور مسلمانوں کے زوال پر غیرت نہ آنا، روکنے کی طاقت کے باوُجود اللہ رسول کی نافرمانی دیکھ کر خاموش تماشائی بنے رہنا... یہ سب مُداہَنَت، یعنی دینی حوالے سے کمزور ہونے کی نشانیاں ہیں اور اِس بات کی قرآن وسنّت میں سخت مذمت فرمائی گئی ہے۔ اِس کے برعکس دین کی سربلندی کی خاطر دُنیاوی مفادات کو قربان کر دینا، شریعت کی نافرمانی روکنے کی ہر ممکن کوشش کرنا اور مسلمانوں کی تنزّلی پر پریشان ہونا... یہ سب تصلُّب، یعنی دین میں پختگی کی صورتیں ہیں۔ ذکر کردہ ارشادِ نبوی کے مطابق سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کو اِس وصف میں اُمّت کے اندر سب سے اعلیٰ شان حاصل ہے۔

ہم دین کے حوالے سے پختہ ہیں یا کمزور؟ اِس کے لیے ہمیں اپنے کردار کا ضرور جائزہ لینا چاہیے! کیا ہمارے اندر دین پر عمل کی خاطر دُنیا کو ٹھکرا دینے کا جذبہ موجود ہے؟ کیا مسلمانوں کی بدحالی دیکھ کر ہمارا دل کُڑھتا ہے؟ کیا گناہ کو دیکھ کر دل میں گھٹن پیدا ہوتی ہے؟ اگر ایسا ہے تو شکر ادا کرنا چاہیے، ورنہ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کے ذکرِ خیر سے برکت لیتے ہوئے اپنے اندر دینی حوالے سے پختگی لانی چاہیے۔

یہ کڑوا سچ ہے کہ اگر اُمّت میں دینی پختگی ہوتی تو انتشار وافتراق اور نفسا نفسی کی یہ صورتِ حال نہ ہوتی!

حرفِ آخر: فاروقی حق پسندی اور ایران اسرائیل جنگ بندی

مُرادِ رسول ﷺ، امیر المؤمنین سیدنا عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ربِّ کریم نے بے شمار اعزازات سے نوازا، اُن میں سے ایک یہ بھی ہے کہ خالقِ کائنات جلّ مجدہٗ نے آپ کو حق پسند بنایا اور آپ کے ذریعے پوری دُنیا میں حق کا بول بالا فرمایا۔

آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حق پسندی کا یہ عالَم ہے کہ ربِّ کریم جلّ جلالُہٗ نے آپ کے دل اور زبان پر حق کو جاری فرمایا[1] اور جس راستے پر آپ چلتے شیطان اُس راستے سے دُور بھاگ جاتا۔[2]

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان قادری محدِّثِ بریلی علیہ الرحمہ نے خوب کہا:

فارقِ حق و باطل امامُ الہُدیٰ
تیغِ مسلولِ شدّت پہ لاکھوں سلام

آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اسلام قبول کرتے ہی دینی قوّت کا بھرپور اِظہار کیا اور پھر شہادت تک ہمیشہ دین کی سربلندی کے لیے پیش پیش رہے، خصوصًا آپ نے اپنے دورِ خلافت میں اسلام کو ایسا عُروج دیا کہ آپ کے احسانات کا بدلہ چکانا تو کُجا، اُمّتِ مسلمہ آپ کی خدمات کا شکریہ بھی ادا نہیں کر سکتی۔

سیدنا عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے احسانات کا تذکرہ کرتے ہوئے یہ بات بھی اہم ہے کہ خاص طور پر ایرانیوں کو فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ کا بے حد احسان مند ہونا چاہیے؛ کیونکہ ایران میں اسلام کا جھنڈا لہرانے والے اور ایرانیوں کو کلمہ پڑھانے والے سیدنا عمر رضی اللہ عنہ ہی ہیں۔

بحمد اللہ 13 جون (2025ء) کو اسرائیل کی طرف سے ایران پر مسلّط کی گئی جنگ بارہ روز جاری رہنے کے بعد موقوف ہو چکی ہے۔ یہ بہت خوشی کی بات ہے کہ اسرائیلی درندگی میں امریکہ کی شمولیت کے باوجود ایران نے دونوں عالَمی بدمعاشوں کے سامنے سرنڈر کیا، نہ ہی صلح کی پیشکش کی۔ اِسی بات کا حکم دیتے ہوئے ربِّ کریم نے ارشاد فرمایا: فَلَا تَهِنُوْا وَتَدْعُوْٓا اِلَى السَّلْمِ ۖ وَاَنْتُمُ الْاَعْلَوْنَ ۚ وَاللّٰهُ مَعَكُمْ وَلَنْ يَّتِرَكُمْ اَعْمَالَكُمْ ۔ یعنی "تم ہمت نہ ہارو! اور خود کفار کو صلح کی دعوت نہ دو! تم ہی غالب رہو گے اور اللہ تمہارے ساتھ ہے اور وہ ہرگز تمہارے اعمال کے اِنعام میں کمی نہیں فرمائے گا۔" [محمد 47:35]

اسرائیل نے ایران کو تَر نوالہ سمجھا تھا، مگر بارہ دنوں تک ایران کے میزائل حملوں نے اُس کے ہوش ٹِکانے لگا دیے۔ اگرچہ یہ تو نہیں کہہ سکتے کہ اسرائیل کا نقصان ایران سے زیادہ ہوا ہے، مگر یہ ضرور کہہ سکتے ہیں کہ اسرائیل کا نقصان اُس کی سوچ سے بہت زیادہ

---

[1] جامع ترمذی، حدیث: 3682۔ مسند احمد، حدیث: 5145

[2] صحیح بخاری، حدیث: 3683۔ صحیح مسلم، حدیث: 2396

ہوا ہے، جب کہ جنگی اہداف بھی صہیونی تخمینے سے کہیں کم حاصل ہوئے ہیں۔ بہر حال جنگ کی آگ مزید بھڑکانے والے ٹرمپ نے جب شعلے بہت بلند ہوتے دیکھے تو بعض اسلامی ممالک کے ذریعے ایران کو جنگ بندی کی پیشکش، جسے حکمتِ عملی کے تحت ایران نے قبول کر لیا۔ اِس حوالے سے باری تعالیٰ کا ارشاد ہے: وَاِنْ جَنَحُوْا لِلسَّلْمِ فَاجْنَحْ لَهَا وَتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ ؕ اِنَّهٗ هُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ۔ یعنی "اگر کفار صلح کی طرف مائل ہوں تو تم بھی اُس کی طرف مائل ہو جاؤ! (صلح کی پیشکش قبول کر لو) اور اللہ پر بھروسا رکھو! بے شک وہی بہت سننے والا بے حد جاننے والا ہے۔" [الانفال 8:61]

ایران اسرائیل جنگ بندی پر خوشی کا اِظہار کرتے ہوئے اِس بات پر نہایت تشویش بھی ہوتی ہے کہ مسلم حکمرانوں کو اسلام کی سربلندی سے کوئی تعلق نہیں ہے، ہر ایک کو اپنی اپنی پڑی ہوئی ہے اور سب اپنے مفادات کا تحفّظ کر رہے ہیں۔ غزّہ میں اسرائیلی درندے اپنی وحشیانہ کارروائیاں جاری رکھے ہوئے ہیں اور اگر اِسی طرح انتشار جاری رہا تو نہ جانے اگلی باری کس کی ہے!

سیدنا فاروقِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حق پسندی اور عصرِ حاضر کی نفسا نفسی کے پیشِ نظر یہ آرزو انگڑائی لیتی ہے:

چھٹے پھر ظلمتِ باطل ہدایت کا اُجالا ہو
عمر ساحق پسند آئے تو حق کا بول بالا ہو

فاروقِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے تذکرۂ نور سے سبق لیتے ہوئے ہمیں بھی اپنے اندر تصلُّب، یعنی دین کے حوالے سے پختگی لانی چاہیے۔ دین کی سربلندی کی خاطر دُنیاوی مفادات کو قربان کر دینا، شریعت کی نافرمانی روکنے کی ہر ممکن کوشش کرنا اور مسلمانوں کی تنزّلی پر پریشان ہونا... یہ سب تصلُّب کی صورتیں ہیں۔

دین کے حوالے سے ہماری کمزوری تو یہاں تک پہنچ چکی ہے کہ بعض مفادات کی خاطر اُس ٹرمپ کو امن کا نوبل اِنعام دلوانے کے لیے نامزد کیا جا رہا ہے جو صہیونی دہشت گردوں کا سرپرستِ اعلیٰ ہے اور اُس کے ہاتھ مسلمانوں کے خون میں لَت پت ہیں۔

شرعی مسئلہ: محرّم الحرام اُن مہینوں میں سے ہے جنھیں اللہ تعالیٰ نے عزّت و حُرمت عطا فرمائی ہے۔ اِس مہینے کے ساتھ تمام مخلوق سے افضل ہستیوں، یعنی انبیائے کرام عَلَيْهِمُ الصَّلَوَاتُ وَالتَّسْلِيْمَات سمیت متعدّد محبوبانِ خدا کی یادیں وابستہ ہیں۔ شہدائے کربلا رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی عظیم قربانی بھی اِس مہینے کی ایک بڑی یادگار ہے۔

اِس ماہِ مبارک کو سوگ کا مہینہ سمجھنا جہالت ہے۔ اِس میں اچھے کپڑے نہ پہننا، گھر میں جھاڑو نہ دینا یا دیگر غیر شرعی کام کرنا سخت حماقت ہے۔ اِن جاہلانہ حرکتوں کے بجائے نیکی کے کام زیادہ سے زیادہ کرنے چاہییں اور حضراتِ اہلِ بیتِ عظام علیہم الرضوان سمیت تمام محبوبانِ خدا اور اپنے متعلقین کو ایصالِ ثواب کرنا چاہیے۔

اللہ تعالیٰ فاتحِ ایران وبیت المقدس سیدنا عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے صدقے میں صہیونی یہودیوں اور اُن کے اتحادیوں کو ذلیل ورُسوا فرما کر نشانِ عبرت بنائے اور اُمّت کو اپنی ذمہ داریاں پوری کرنے کی توفیق سے نوازے!

خالقِ کائنات فاروقِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نقشِ قدم پر چلتے ہوئے ہمیں بھی حق پسندی کی توفیق سے نوازے! اور حق کے بول بالا کے لیے کوشش کرنے کی سعادت عطا فرمائے!

مالکِ لم یزل جلّ مجدہٗ اہلِ غزّہ سمیت دُنیا بھر کے مظلوم مسلمانوں کی دادرَسی فرمائے!

ربِّ کریم پاکستان سے دہشت گردی اور فتنہ وفساد کا مکمل خاتمہ فرمائے! اور وطنِ عزیز کے جملہ اربابِ اختیار کو اسلام کا خدمت گزار اور عوام کا خیر خواہ بنائے!

آمین بجاہِ النّبیِّ الکریم ﷺ!